THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Saturday, the June 21, 2025
(351st Session)
Volume VII, No.08
(Nos. 01-08)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad
Volume VII No.08
SP.VII (08)/2025 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Leave of Absence 2
3. Point of order raised by Senator Syed Shibli Faraz (Leader of the House) regarding report of Standing Committee on the Finance Bill, 2025-26.... 3
4. Presentation of Report of the Standing Committee on Finance and Revenue on the proposals for making recommendations on the Finance Bill, 2025, containing the Annual Budget Statement 6
5. Adoption of the Recommendations of the Standing Committee on Finance and Revenue on the Finance Bill, 2025, containing the Annual Budget Statement. 6
   - Senator Muhammad Aurangzeb, Minister for Finance and Revenue 13
   - Senator Syed Ali Zafar 17
   - Senator Manzoor Ahmed 19
   - Senator Dost Muhammad Khan 21
   - Senator Rana Mahmood-ul-Hassan 22
   - Senator Muhammad Aurangzeb, Minister for Finance and Revenue 27
6. Point of Order raised by Senator Kamran Murtaza regarding report of the Standing Committee on the Finance Bill, 2025-26 28
   - Senator Hidayatullah Khan 31
   - Senator Azam Nazeer Tarar 33
   - Senator Hidayat Ullah Khan 35

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Saturday, the June 21, 2025

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty five minutes past twelve in the noon with Mr. Deputy Chairman (Syedaal Khan) in the Chair.

Recitation from **the Holy Quran**

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

ولا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ ا نَّه مْ ل ا ى عْجِزُوْنَ ۝٥٩ وَا عِدُّوْا لَه مْ مَّا
اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ و ـ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْه بُوْنَ بِه عَد وَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ
ا خَرِيْنَ مِنْ دُوْنِه مْ ۚ ل ا تَعْلَمُوْنَه مْ ۚ ا للّٰهُ ى عْلَمُه مْ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ
شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ى وَفَّ ا لَيْكُمْ وَ ا نْتُمْ ل ا تُظْلَمُوْنَ ۝٦٠ وَ ا نْ جَنَحُوْا
لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَه ا وَتَوَكَّ لْ عَلَى اللّٰهِ ؕ ا نَّه هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٦١

ترجمہ: اور کافر یہ نہ خیال کریں کہ وہ بھاگ نکلے ہیں۔ وہ (اپنی چالوں سے ہم کو) ہر گز عاجز نہیں کر سکتے۔ اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے اُن کے (مقابلے کے) لیے مستعد رہو کہ اِس سے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور اِن کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور اللہ جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی۔ اور تم جو کچھ راہِ اللہ میں خرچ کرو گے اُس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا۔ اور اگر یہ لوگ صلح کی

طرف مائل ہوں تو تم بھی اُس کی طرف مائل ہو جاؤاور اللہ پر بھروسہ رکھو۔ کچھ شک نہیں کہ وہ سب کچھ سنتا (اور) جانتا ہے۔

سورۃ الانفال: (آیات ۵۹ تا ۶۱)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جزاک اللہ۔ Order No.1 چھٹی کی درخواستیں لیتے ہیں۔

Leave of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر سید وقار مہدی صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ ۲۱ جون ۲۰۲۵ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر خلیل طاہر سندھو صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ ۲۱ جون ۲۰۲۵ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان صاحبہ نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۲۰ اور ۲۱ جون ۲۰۲۵ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: Order No.2, سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب، Order No.2 پیش کریں۔ جی، Leader of the Opposition, شبلی فراز صاحب۔

Point of order raised by Senator Syed Shibli Faraz (Leader of the House) regarding report of Standing Committee on the Finance Bill, 2025-26

سینیٹر سید شبلی فراز: شکریہ جناب چیئرمین ! جناب بجٹ کی پوری exercise میں اگر ہم یہ سمجھیں کہ سینیٹ کا ایک limited role ہے اور زیادہ تر ذمہ داری قومی اسمبلی کی ہے اور وہ کافی حد تک ٹھیک بھی ہے کیونکہ وہ عوام کے direct elected نمائندے ہیں لیکن آئین کی جو سکیم ہے اس میں سینیٹ کو بالکل اس سے علیحدہ بھی نہیں رکھا گیا ہے اور ایک ایسی ترکیب بنائی گئی ہے اور ایسا assume کیا جاتا ہے کہ سینیٹ میں ذرا زیادہ technocrats ہوتے ہیں، ذرا زیادہ subject wise specialists موجود ہوتے ہیں تو ان کی تجاویز کو بھی وزن دیا جائے۔ اسی لیے یہ exercise بھی ہوئی اور ہماری Finance Committee میں بڑی regular ملاقاتیں ہوئیں، ہماری تمام جماعتوں کی طرف سے بڑی اچھی شرکت تھی، ہماری جماعت کے بھی دو اراکین تھے، میں بھی اس میں شامل تھا۔ بڑی اچھی exercise ہوئی جس میں Finance Bill کو ہم نے clause by clause دیکھا، اس پر بحث کی، ہفتے اور اتوار کو بھی اس پر کام کیا، اس میں اس طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔

اس دوران بڑی suggestions اور تجاویز آئیں۔ تجاویز ایک قسم کی unanimous تھیں یہ نہیں تھا کہ کسی ایک خاص جماعت کا کسی ایک خاص نقطے پر اپنا ہی کوئی موقف ہو۔ ہم نے بھی جو تجاویز دیں اس میں بھی سارے شامل تھے جس میں منظور کاکڑ صاحب، سینیٹر انوشہ رحمان تھیں اور باقی لوگ تھے۔ ہم نے کمیٹی کو collectively تجاویز جمع کروائیں۔ بڑا اچھا ہو گیا لیکن جناب جہاں problem آتا ہے وہ ایسے کہ جب یہ تجاویز دی گئیں تو میں نے چیئرمین فنانس کمیٹی کو فون کیا کہ جو تجاویز دی گئی ہیں اس کا ہمیں ایک ریکارڈ دیا جائے تاکہ ہمیں پتا چلے کیونکہ کئی نشستوں میں کاکڑ صاحب نہیں ہوں گے، میں کسی میں نہیں ہوں گا، کسی میں کوئی اور نہیں تھا اور پھر ایک ترتیب ہو کہ ہم کہہ سکیں کہ فلاں فلاں amendments اسی spirit میں شامل کی گئی ہیں یا نہیں کی گئیں ہیں۔

چیئرمین فنانس کمیٹی بڑے خوش مزاج اور competent شخص ہیں، بڑی محنت سے کام کرتے ہیں، وہ الگ بات ہے کہ جو wisdom ہوتا ہے اس کے مطابق Finance Committee opposition کو Chair کرنی چاہیے کیونکہ oversight opposition کرتی ہے۔ بہر حال وہ ایک الگ قصہ ہے لیکن انہوں نے مجھ سے یہ وعدہ کیا کہ جو تجاویز ہیں یہ کل ہی ہمارے ساتھ share کریں گے۔ اس وقت اجلاس شروع ہو چکا ہے اور پانچ منٹ بھی گزر چکے ہیں لیکن وہ ہمارے ساتھ share نہیں کی گئیں۔ اس پر مجھے سخت اعتراض بھی ہے اور ہماری جو ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے فرض کو نبھائیں اور ان چیزوں کی ownership لیں جو تجاویز ہم نے دی ہیں اور اس کے علاوہ جو تجاویز نہیں دی ہیں جن کو اسی طرح سے ہم نے accept کیا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہ مناسب تھیں۔ اس وقت اگر میں اپوزیشن کی نمائندگی کر رہا ہوں تو میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ساتھ وہ تجاویز recommendations rather have not been shared. So we really don't know, whether they have been included or they have been excluded? جب ہمیں ملے گا نہیں تو ہم کیسے بتا سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ ایک کام بڑا اچھا چل رہا ہو اور آخر میں آ کر آپ کسی کو لات مار دیں۔ میں اسے لات مارنے کے مترادف سمجھتا ہوں کیونکہ اگر یہ رات کو دو بجے بھی میرے ساتھ share کرتے تو کم از کم انہوں نے اپنا فرض پورا کر لیا ہوتا۔ پھر ہم رات کو بیٹھتے، صبح جلدی اٹھتے، دیکھتے کہ ہماری طرف سے کیا تجاویز دی گئی ہیں کیونکہ اس کی ایک ایک line اور process میں ہم شامل تھے، اس لیے چونکہ وہ تجاویز ہم سے share نہیں کی گئی ہیں تو اس کا مطلب تو یہی ہے کہ یہ جو تجاویز شامل کریں گے اور جو recommendations بھیجیں گے اس کی ownership ہم کیسے لے سکتے ہیں۔ ہمارے لیے بڑا مشکل ہے اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ یہ بجٹ عوام اور ان کے interest کے خلاف ہے، growth کے خلاف ہے۔ غربت کو کم کرنے کے لیے اس میں کوئی steps نہیں لیے گئے ہیں، اس میں قرضوں پر انحصار کیا گیا ہے، کوئی نئے avenues نہیں کھولے گئے ہیں جس کے لیے ہم کہہ سکیں کہ اس میں ایک نئی سوچ آئی ہے جس سے آپ نے اپنے revenue کو بڑھایا ہو،

it's devoid of any vision….

(اس موقع پر ایوان میں ظہر کی اذان سنائی دی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی شبلی فراز صاحب۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب میں بس ایک منٹ میں ختم کر رہا ہوں۔ میرا آخری argument ہے، جس طرح میں کہہ رہا تھا کہ قرضوں پر زیادہ انحصار کیا گیا ہے۔ دیکھیں قرضے لینا کوئی بری بات نہیں ہے لیکن قرضوں پر ہی انحصار کرنا ایک جرم ہے کیونکہ جب بھی آپ اپنی economy کی بنیاد قرضوں پر قائم کریں گے تو ہر وہ قرضہ جو آپ لے رہے ہیں جیسا کہ آئے دن ہم اخباروں میں پڑھتے ہیں کہ چالیس ارب ڈالر قرضہ ادھر سے مل رہا ہے، بیس ارب ڈالر قرضہ ادھر سے مل رہا ہے، یہ ہو رہا ہے اور وہ ہو رہا ہے۔ قرضے ہی قرضے۔ Don't forget, I want to put this on record, ہر ایک کو پتا ہے کہ جب آپ قرضے لیتے ہیں تو آپ اپنی sovereignty compromise کر رہے ہوتے ہیں اور اسے weakened کر رہے ہوتے ہیں۔ آپ کی نہ تو foreign policy independent ہو سکتی ہے اور نہ آپ ملکی مفادات میں فیصلے کر سکتے ہیں کیونکہ جب آپ کا انحصار ہی قرضے پر ہو گا تو پھر ظاہر ہے آپ کس طرح کسی کو آنکھیں دکھا سکتے ہیں یا کس طرح سے وہ فیصلے کر سکتے ہیں جو آپ کے ملک کے مفاد میں ہوں۔ اس لیے یہ budget continuation ہے ایسی کوئی چیز نظر نہیں آئی کہ جس میں ہمیں یہ لگے کہ finally ہم نے قرضوں کو کم کر دیا ہے اور حکومت نے بھی اپنے expenditures کو کم نہیں کیا۔ Taxes انہی لوگوں پر لگائے ہیں جن سے ہم پہلے بھی لے رہے تھے۔ آخر میں پھر ختم کرنے سے پہلے یہ کہوں گا کہ آپ ایک اچھی چیز کو آخری وقت میں اس طرح سے نہ handle کریں کہ سارا مزا خراب ہو جائے۔ یہ بالکل ایسے ہی کہ ہم کسی بھی کمیٹی کی ایک بھی meeting attend نہ کرتے اور اس طرح یہ آج پیش کر دیتے تو ہم بے خبر ہوتے۔ اسی طرح ہم آج بھی بے خبر ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر سلیم مانڈوی والا! Item No. 4 بھی move کریں۔

Presentation of Report of the Standing Committee on Finance and Revenue on the proposals for making recommendations on the Finance Bill, 2025, containing the Annual Budget Statement

Senator Saleem Mandviwalla: I, Chairman, Standing Committee on Finance and Revenue, present report of the Committee on the proposals for making recommendations on the Finance Bill, 2025, containing the Annual Budget Statement.

جناب ڈپٹی چیئرمین! شبلی صاحب کا پہلے تو میں شکریہ ادا کروں گا انہوں نے committee میں throughout participate کیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک پیش کر دی گئی ہے۔

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: Report میں lay کرتا ہوں۔

Mr. Deputy Chairman: Order No.4. Senator Saleem Mandviwalla, please move Order No. 4.

Adoption of the Recommendations of the Standing Committee on Finance and Revenue on the Finance Bill, 2025, containing the Annual Budget Statement.

Senator Saleem Mandviwalla: I, Chairman, Standing Committee on Finance and Revenue, move that the recommendations on the Finance Bill, 2025, containing the Annual Budget Statement, as reported by the Committee, be adopted.

جناب ڈپٹی چیئرمین! میں شبلی صاحب کا پہلے تو شکریہ ادا کرتا ہوں اور محسن عزیز صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہم تحریک پیش کر رہے ہیں۔

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: تحریک پیش کر دی ہے، .to be adopted

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک پیش کی گئی ہے کہ سالانہ بجٹ میزانیہ پر مشتمل مالی بل، 2025 پر سفارشات کو کمیٹی کی رپورٹ کردہ صورت میں منظور کیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: جناب ڈپٹی چیئرمین! تحریک اپنی جگہ ہے مجھے اجازت دی جائے اور opposition کو بھی اجازت دی جائے۔ میں شبلی صاحب کو جواب دینا چاہتا ہوں۔ Leader of the Opposition سے میں throughout the committee, after the committee, before the committee. کل بھی in touch رہا ہوں بلکہ میں نے ان کو ہر طریقے سے offer بھی کی ہے کہ وہ میرے ساتھ رہیں، میرے ساتھ چلیں کیونکہ budget کسی Party کا نہیں ہے۔ جیسے انہوں نے خود ذکر کیا کہ میرا نہیں ہے، ان کا نہیں ہے۔ ہمیں budget میں public interest دیکھنا ہوتا ہے اور ہم سب نے مل کر یہی دیکھا ہے۔ کسی نے کوئی Party based بات نہیں کی، کسی نے کوئی Party based issue raise نہیں کیا۔ جو public interest میں تھا وہ PTI, PPP, PML (N) نے بھی اٹھایا۔ Some of the Senators who were PML (N)'s government Senators انہوں نے بھی budget کو at some stages criticise کیا تھا۔

قادر صاحب بھی یہاں بیٹھے ہیں، منظور کاکڑ صاحب یہاں بیٹھے ہیں میں نے اگر کوئی کوتاہی کی ہے، ہاں رات کے دو بجے بالکل انہوں نے ٹھیک بات کی کہ رات کے دو بجے تک میرا staff جو تھا، committee staff بیٹھا رہا۔ ہماری جو recommendations ہیں ان کی wording change ہوتی رہیں۔ قادر صاحب اس کے witness ہیں ہم لوگ رات کے آٹھ بجے فارغ ہوئے ہیں اور ہم نے ایسی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ Staff سے یہ ضرور شاید ہو گیا

کیونکہ ان کی حالت یہ ہو گئی تھی کہ وہ مجھے فون کر کے کہہ رہے تھے کہ ہم اب بسcollapse کرنے والے ہیں۔ شاید ان سے یہ کوتاہی ہو گئی کہ میں نے جو reportدو بجےsignکی وہ یہ groupمیں share کرنا بھول گئے۔ باقی میں یقین دلاتا ہوں Leader of the Oppositionکو کہ کوئی amendmentجو انہوں نے پیش کی یا oppositionنے پیش کی اگر وہ یہاں نہیں ہے اور وہ missہو گئی ہے تو میں ہر حالت میں تیار ہوں ان کا جواب دینے کے لیے، کوئی بھی ایسی چیز جو انہوں نے کہی ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جو انہوں نے recommendationsدی ہیں وہ اس میں ہیں؟

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: وہ ساری اس میں ہیں، کوئی ایسی recommendationاور میں صرف ان کی بات نہیں کر رہامیں پورے Houseکی بات کر رہا ہوں۔ جن جن ممبرز نے جو recommendationsدی ہیں وہ اس reportمیں موجود ہیں اور ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ ہر ممبر کو سنا جائے۔ انہوں نے بھی سنا ہے، ہم نے بھی سنا ہے، باقی ممبر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں قادر صاحب، منظور صاحب۔ میں نے personallyکوشش کی ہے کہ کسی کا کوئی گلہ نہ ہو اور evenجوdissentدیے ہیں۔Amendmentنہیں تھیdissentدیے ہیں وہ بھی committeeمیںrecordedہیں اور اگر کوئی چیز نہیں ہے تو میں آپ کے سامنے حاضر ہوں۔ آپ جو بولیں گے میں تیار ہوں and we are willing to amend this report even now, even after this adoption.اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی چیز شامل نہیں ہے تو میں اس کو amendکرنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین! میں اس کو concludeکر دوں ایک دو باتیں میں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی.please

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: سب سے پہلے میں شکریہ ادا کروں گا Standing Committee members کا انہوں نے میرے ساتھ بہت کام کیا ہے۔ ہم نے last Saturday, Sunday کو اور اس دفعہ ہمارے پاس time بہت short تھا۔ ہم نے seven meetings کی تھیں۔ اس دفعہ ہم نے time 12 meetings میں budget کو ختم کیا ہے۔ .Actually, it was very difficult ساری چیزیں complete کرنا، ساری چیزوں کو دیکھنا اور اس پر report دینا۔ ,Once again میں opposition کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے مجھے بہت support کیا ہے۔.in the committee حکومت کے سینیٹرز نے تو obviously بہت کام کیا ہے لیکن شبلی صاحب اور محسن صاحب throughout committee میں بیٹھے رہے۔ Sundays کو بھی بیٹھے، zoom پر بھی بیٹھے اور انہوں نے بجٹ میں بہت contribute کیا۔ جس سے ہم نے کچھ changes recommend کیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین! Finance Minister یہاں بیٹھے ہیں میں ان کا بھی شکریہ ادا کروں گا۔ Minister of State Bilal Kiyani ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ This is the first time Finance Minister and Minister of State نے ہماری کمیٹی کو پورا وقت دیا ہے، ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اتنا وقت Finance Minister and Minister of State نے دیا ہو۔ Chairman FBR نے بھی بہت محنت کی ہے although ان کی حالت بھی کبھی کبھی بہت خراب ہو جاتی تھی کیونکہ وہ کہتے تھے کہ میں رات کو بارہ بارہ بجے گھر جاتا ہوں۔ ان کی جتنی بھی team تھی اور Ministry of Finance کی جتنی team تھی انہوں نے بھی کمیٹی کو بہت وقت دیا اور clarifications دیں۔

اس کے بعد میں اپنی پوری team, ہماری جو Secretary ہیں Ms. Iffat، انہوں نے اس دفعہ بہت effort کی ہے اور ان کے بغیر ہم رات کو report final نہیں کر سکتے تھے۔ یہ رات کے دو بجے تک اپنے office میں بیٹھی رہیں مجھے بھی جگا کے رکھا کہ جب تک میں report final نہ کروں آپ نے نہیں سونا کیونکہ آپ نے پھر report sign کرنی ہے اور اس کے بعد

آپ سو جائیں۔ میں بھی جاگتا رہا اور اسی طرح ان کی team وہ بھی بیٹھی رہی۔ یہ reality ہے میں House کے سامنے رکھتا ہوں تو ان حالات میں یہ report بنی ہے۔ جام اسلم صاحب انہوں نے legality کے حوالے سے بہت effort کی اور ہمارے ساتھ throughout چلے۔ Media وغیرہ ان سب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میرا جو direct committee and office staff ہے Ms. Sana and Yamin انہوں نے بھی بہت effort کی ہے اور ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین! میں اب بجٹ کی طرف آ جاتا ہوں، budget میں committee نے جو major recommendations کیں وہ میں members کے لیے خاص طور پر میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری major recommendations کیا تھیں۔ سب سے پہلے ہم نے Public Finance Management Act کو، حکومت بھی یہ لائی تھی لیکن ہم نے اس کو further amend کیا ہے۔ ہو یہ رہا تھا کہ حکومت کے اپنے پیسے حکومت کے اداروں میں پڑے ہوتے تھے اور حکومت وہی پیسے بینکوں سے borrow کرتی تھی۔ وہ اپنے ہی پیسے borrow کرنے پر interest دیتی تھی جو منسٹر صاحب نے بھی realise کیا اور ہم نے Public Finance Act کو strengthen کیا اور اس میں اداروں کے پاس billions نہیں شاید trillions of rupees پڑے ہوئے ہیں جو کہ اگر Government کے پاس آ جائیں تو اتنی ان کی barrowing کم ہو جائے گی۔ تو یہ ایک بہت بڑا step Government نے بھی لیا ہے اور ہم نے بھی اس میں contribute کیا۔ میں سمجھتا ہوں اس سے Government کی barrowing کم ہو گی۔

جناب چیئرمین! دوسرا Reform of Customs and Sales Tax Amendments تھا۔ اس میں بھی ہم نے Income Tax, Sales Tax and FED سب areas میں ہم نے ان کے ساتھ مل کر amendments کیں۔

جناب چیئرمین! دوسرا Solar Panels پر حکومت نے جو 18% Sales Tax لگایا تھا اس کو ہم نے reject کیا۔ ہم نے کہا یہ acceptable نہیں ہے۔ پھر حکومت نے

Educational Stationery Items پر Sales Tax لگایا۔ وہ بھی ہم نے reject کیا۔ ہم نے کہا کہ اس کو Zero کریں۔ Homeopathic Items پر بھی Sales Tax ختم کرنے کی سفارش کی۔ Steel Sector پر حکومت Tariff Reforms لائی ہے مگر ہم نے کہا کہ جب تک Steel Sector Competitive نہیں ہوگا اس کو Reforms میں لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے وہ competitive نہیں ہے تو Steel Sector ہمارا collapse کر رہا ہے اور بند ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین! دوسرا یہ ہے کہ 800cc گاڑی پر حکومت نے Sales Tax بڑھا دیا 12.5% سے 18% کر دیا۔ ان کی پالیسی پر ہی 2026 تک 12.5% تھا۔ ہم نے حکومت سے درخواست کی ہے کہ اس کو 12.5% پر ہی رکھیں۔ جناب چیئرمین! Print, Media and IT Services پر ہم نے حکومت کو کہا ہے کہ اس پر بھی Taxes نہ بڑھائیں۔ جناب چیئرمین! جو Taxes حکومت لگا رہی تھی services پر جو کہ صوبائی حکومتوں کا domain ہے اس پر ہم نے حکومت کو کہا ہے کہ صوبائی حکومتوں کی domain میں نہ جائے اور ان کی services پر Taxes نہ لگائیں جو کہ منسٹر صاحب نے ہمارے ساتھ agree کیا ہے اور یہ ان شاء اللہ نہیں لگے گا۔

جناب چیئرمین! Teachers اور Professors پر 2025 تک rebate تھا وہ ہم نے حکومت کو درخواست کی ہے کہ اس کو continue کرے اور منسٹر صاحب اس کو consider کریں گے۔ Increase in Salaries of Government Employees پر بھی ہم نے حکومت سے کہا کہ اس کو re-consider کریں اور کوشش کریں کہ ان کی Salaries مزید بڑھائی جائیں۔ جناب چیئرمین! Minimum Wage کے حوالے سے دو recommendations آئی تھیں۔ کچھ Senators نے پچاس ہزار اور کچھ نے چالیس ہزار روپے کرنے کی recommendations کی تھیں۔ یہ دونوں recommendations ہم نے اس میں شامل کر دی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو بھی حکومت ان شاء اللہ consider کرے گی۔

جناب چیئرمین! Tax Slabs کو further reduce کیا ہے۔ Incentive for poor people حکومت نے suggest کیا تھا کہ پچاس ہزار روپے تک ہم exempt کریں گے۔ ہم نے حکومت کو درخواست کی ہے کہ ایک لاکھ روپے تک Tax سے exempt کیا جائے۔ جناب چیئرمین! آخر میں ہم نے request کی ہے کہ monthly allowance دس ہزار روپے disabled افراد کو grant دی جائے جو بھی پاکستان میں ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ recommendations کی کچھ highlights تھیں مگر اس کے علاوہ اور بھی بہت recommendations ہیں۔ دوسرا میں کہنا چاہوں گا کہ بجٹ میں سینیٹ کا ووٹ ضرور نہیں ہے مگر آپ یقین کریں کہ یہ محنت جو سینیٹ کی کمیٹی کر رہی ہے اور یہ ہاؤس کرتا ہے یہ ضائع نہیں جاتی۔ Last Year جو ہم نے recommendations جمع کی تھیں ان کی recommendations 52% حکومت نے accept کی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا ووٹ ضرور نہیں ہے مگر سینیٹ کی recommendations 52% accept کرنا بہت بڑی بات ہے۔

(اس موقع پر اراکین نے ڈیسک بجائے)

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: جناب چیئرمین! میں آخر میں سب کا شکریہ ادا کروں گا۔ میں یہ بھی feel کروں گا کہ ہمیں پورے ہاؤس کو بجٹ کو serious لینا چاہیے۔ جب بجٹ یہاں پر آتا ہے تو ہمیں contribute کرنا چاہیے۔ چاہے ہماری recommendations accept ہوں یا نہ ہوں لیکن recommendations ہر ممبر کو دینی چاہییں۔ جیسا کہ ہم ووٹ دیتے ہیں اسی طرح recommendations بھی ہمیں دینی چاہییں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ اس سال بھی ان شاءاللہ ہم 52% کے score سے زیادہ کریں گے۔ میں کھڑے ہو کر آپ کو یہ declare بھی کروں گا کہ کونسی کونسی recommendation حکومت سے accept ہوئی ہے۔ منسٹر صاحب بھی ان شاءاللہ یہ اعلان کریں گے اور آپ کی محنت بالکل ضائع نہیں جائے گی۔

Thank you very much.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، ہم باقی دوستوں کو بھی time دیں گے مگر اس سے پہلے منسٹر فنانس کو سن لیتے ہیں۔ جی، اورنگزیب صاحب۔

Senator Muhammad Aurangzeb, Minister for Finance and Revenue

سینیٹر محمد اورنگزیب (وفاقی وزیر برائے خزانہ و محصولات): شکریہ، جناب چیئرمین۔ بجٹ حکومتی پالیسی پر عمل درآمد کا ایک اہم ترین tool ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بجٹ پر بحث قومی اسمبلی اور سینیٹ کی سالانہ کارروائی کا بھی سب سے اہم حصہ ہے۔ جناب چیئرمین! بجٹ 2026-2025 پر جاری بحث کو سمیٹتے ہوئے میں دل کی گہرائیوں سے اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ پچھلے لگ بھگ ڈیڑھ ہفتہ ہم اس معزز ایوان میں ایک نہایت سنجیدہ متوازن اور بامعنی مشاورت کا حصہ رہے۔ جس میں معزز اراکین سینیٹ نے نہایت بالغ نظری، فہم وفراست اور حب الوطنی کے جذبے کے تحت بجٹ کے تمام پہلوؤں پر اظہارِ خیال فرمایا۔ بجٹ 26-2025 پر بحث میں حصہ لینے کے لیے میں تمام معزز سینیٹرز کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بلا شبہ ان کی بحث اور مشوروں نے ہماری گوں نا گواں رہنمائی کی۔ ہماری پالیسیوں کا جائزہ لیا اور ملک کو معاشی اعتبار سے خود کفالت، شفافیت اور ترقی کی شاہراہ پر ڈالنے کے عزم کو پختہ کیا ہے۔ میں بالخصوص سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے خزانہ و محصولات کا شکر گزار ہوں، خاص طور پر سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب اور ان کے رفقاء جناب فاروق حامد نائیک صاحب، شیری رحمان صاحبہ، محسن عزیز صاحب، سید شبلی فراز صاحب، قائد ایوان، انوشہ رحمان صاحبہ، شاہ زیب درانی صاحب، فیصل واوڈا صاحب، احمد خان صاحب، منظور احمد صاحب، فیصل علی سبزواری صاحب اور محمد عبدالقادر صاحب کا خاص طور پر میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اس کمیٹی نے کئی طویل اور مُفصل نشستوں میں بجٹ تجاویز کا جامع اور گہرا جائزہ لیا۔ ان اجلاسوں میں جیسا کہ ابھی کہا گیا میرے علاوہ بلال اظہر کیانی صاحب، Chairman FBR، سیکرٹری خزانہ اور دیگر متعلقہ وزارتوں اور محکموں کے نمائندگان نے شرکت کی۔ ان نشستوں میں حکومت نے اپنے موقف کی وضاحت کی اور ایوان نے کھلے دل سے ان نکات کو سمجھا اور سراہا۔ ان مباحثوں نے ہمیں اجتماعی دانش سے بجٹ تجاویز کو بہتر بنانے میں مدد دی۔ ابھی مانڈوی والا صاحب نے اس کے کچھ پہلوؤں کا ذکر بھی کیا ہے۔ میں ان میں تھوڑا سا اور add کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھیں Budget 2025-26 کی

real essence کو ایک بار پھر واضح کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں واضح کیا ہے کہ ہم نے پچھلے مالی سال میں کوئی منی بجٹ متعارف نہیں کروایا۔ ہم نے مالی نظم وضبط برقرار رکھا۔ افراطِ زر پر قابو پایا۔ زرِمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ کیا اور Current Account میں نمایاں بہتری لائی۔ ان تمام اقدامات کا مقصد پاکستان کو اقتصادی غیر یقینی کی دلدل سے نکال کر پائیدار ترقی کی راہ پر گامزن کرنا ہے۔ اس راہ پر آگے بڑھنے کے لیے حکومت نے اپنے مالی نظم وضبط کو برقرار رکھتے ہوئے اس بجٹ میں عوامی فلاح کے لیے کئی اقدامات کا اعلان کیا۔ میں چاہوں گا کہ ان میں سے چند اہم اقدامات کا ذکر اس ایوان کے سامنے پھر کروں۔ جناب چیئرمین! میں صرف ایک بات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ اگلے سال کے جو وفاقی حکومت کے expenditures ہیں وہ 1.9% سے بڑھے ہیں۔ اگر آپ پچھلے پانچ چھ سالوں میں چلے جائیں تو کبھی دس فیصد، کبھی بارہ فیصد اور کبھی تیرہ فیصد۔ تو یہ جناب چیئرمین! real example of where we جو ہمیں کہا جاتا ہے آپ اپنے اخراجات کو کم کریں اور اس کو ایک مناسب level پر لے کر آئیں۔ تو اس میں 1.9% کا اضافہ ہو رہا ہے۔ جناب چیئرمین! کم اور متوسط آمدن والے افراد ہماری معیشت میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ وہ طبقہ ہے جس کو ہم خود تسلیم کرتے ہیں کہ وہ مہنگائی جھیلتا ہے اور ٹیکس بھی دیتا ہے۔ اس تنخواہ دار طبقے پر عائد انکم ٹیکس میں کمی کی تجویز پہلے سے بجٹ تجاویز کا حصہ ہے۔ اس حوالے سے حکومت نے وزیراعظم صاحب کی خصوصی ہدایت پر چھ لاکھ سے بارہ لاکھ تک تنخواہ پانے والوں کے لیے انکم ٹیکس کی شرح 2.5 فیصد سے کم کرکے صرف ایک فیصد کر دی ہے۔ صرف ایک فیصد انکم ٹیکس کا نفاذ اس عمل کا علامتی اور عملی اعتراف ہے کہ ریاست اس طبقے کو بوجھ تلے دبانا نہیں چاہتی۔ ہمیں امید ہے کہ اس اقدام سے نہ صرف اس طبقے کی disposable income میں اضافہ ہوگا بلکہ ان کا ٹیکس نظام پر ان شاء اللہ اعتماد بھی بحال ہوگا۔ ہمارا دوسرا قدم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور pensions میں اضافہ تھا۔ حکومت نے سرکاری ملازمین کی مشکلات کا ادراک کرتے ہوئے تنخواہوں میں دس فیصد اور pensions میں سات فیصد اضافہ کیا۔ یہ اقدام نہ صرف انہیں relief دے گا بلکہ ملازمین کو احساس دلائے گا کہ ریاست ان کے ساتھ کھڑی ہے۔

جناب چیئرمین! درآمد شدہ سولر پینلز کے پرزہ جات پر 18 فیصد سیلز ٹیکس عائد کرنے کا ابتدائی فیصلہ مقامی صنعت کو تحفظ فراہم کرنے اور ایک مساوی اور مسابقتی ماحول مہیا کرنے کے لیے

کیا گیا تھا تاکہ پاکستان میں سولر ٹیکنالوجی کی تیاری اور سرمایہ کاری کو فروغ ملے اور یہاں indigenous production شروع ہو۔ تاہم بجٹ پر دونوں ایوانوں میں تفصیلی غور وخوض اور معزز اراکین کی تجاویز کی روشنی میں حکومت نے سنجیدگی اور لچک کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس مجوزہ ٹیکس کو کم کرکے 10 فیصد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس ٹیکس کا اطلاق صرف 46 فیصد درآمدی پرزہ جات پر ہوگا۔ اس طرح imported solar panels کی قیمت میں صرف 4.6 فیصد اضافہ ہوگا۔ یہ اقدام اس امر کا غماز ہے کہ حکومت نہ صرف صنعتوں کو فروغ دینا چاہتی ہے بلکہ صاف اور قابل تجدید توانائی کی منتقلی کے vision پر بھی ثابت قدمی سے عمل پیرا ہے تاکہ پاکستان ایک پائیدار، خود کفیل اور ماحول دوست معیشت کی جانب گامزن ہوسکے۔

جناب چیئرمین! ہمیں درآمدی سولر پینلز پر مجوزہ 10 فیصد GST کے نفاذ سے قبل ہی بعض عناصر کی جانب سے ناجائز منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی کی اطلاعات ملی ہیں۔ مذکورہ تجویز کے عملی نفاذ سے قبل ہی ان موقع پرست عناصر کی جانب سے قیمتوں میں خودساختہ اضافہ کرنا، قابل مذمت ہے۔ میں ان عناصر کو سختی سے warn کرتا ہوں کہ حکومت عوامی مفاد کے لیے ہر ممکن اقدام کرے گی۔ کسی کو بھی عوامی استحصال کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ ان عناصر کے خلاف قانون کے مطابق سخت ترین کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ چونکہ وزیر قانون صاحب یہاں موجود ہیں، میں ان سے درخواست کررہا ہوں کہ صوبائی حکومتوں کے ساتھ مل کر bring these culprits to the justice. اس میں ہمیں وزیر قانون صاحب کی بہت ضرورت ہے کیونکہ یکم جولائی سے ابھی ان چیزوں کا اطلاق ہونا ہے، اس سے پہلے جو arbitrage شروع کردیا گیا ہے، ہم اس کے خلاف بھرپور action لیں گے۔

جناب چیئرمین! حکومت کے بجٹ 26-2025 میں شامل کردہ relief اور سماجی تحفظ کے اقدامات محض وقتی relief نہیں بلکہ ریاست کی اپنی ذمہ داریوں کے اعتراف اور ان کے ادراک کا عملی مظہر ہے۔ ان اقدامات میں اہم بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کا بجٹ 592 ارب روپے سے بڑھا کر 716 ارب روپے کرنا ہے۔ BISP کے تحت مالی معاونت کا دائرہ وسیع کرنا حکومت کے اس عزم کا عکاس ہے کہ وہ سب سے کمزور طبقات بالخصوص بیواؤں، یتیموں، بزرگ شہریوں اور خصوصی

افراد کو معاشی تحفظ فراہم کرے۔ اس اقدام سے تقریباً ایک کروڑ خاندانوں کو نہ صرف مالی مدد حاصل ہوگی بلکہ ان کی زندگیوں میں دیرپا استحکام آئے گا۔ اسی سلسلے میں آج شام کو ایوان صدر میں ایک تقریب بھی ہے جس میں ہنرمندی کی طرف، اسی پروگرام کو آگے لے کر جایا جارہا ہے جو میرے خیال میں ان شاءاللہ، in terms of capacity building ایک بہت احسن قدم ہے۔

جناب چیئرمین! بجٹ میں بہتر enforcement اور fraud cases کے معاملات میں FBR کے اختیارات کے حوالے سے وزیر اعظم صاحب کی خصوصی ہدایت پر مجوزہ قانون میں مزید safeguards شامل کیے گئے ہیں تاکہ اختیارات کے ناجائز استعمال کا احتمال نہ رہے۔ اس حوالے سے معزز سینیٹرز سلیم مانڈوی والا صاحب اور محترم فاروق ایچ۔ نائیک صاحب سے ہماری بہت تعمیری اور مفید نشستیں ہوئیں۔ حکومت نے ان امور پر ان کے ساتھ کھلے دل اور دماغ کے ساتھ بات چیت کی۔ ان کی رائے کا احترام کرتے ہوئے اور وزیر اعظم صاحب کی ہدایت کی روشنی میں بعض نکات کو مزید واضح اور بہتر کیا ہے۔ اس حوالے سے تفصیلات میں اپنی قومی اسمبلی کی wind up speech میں ان شاءاللہ، سوموار کو پیش کروں گا۔

جناب چیئرمین! میں ایک مرتبہ پھر سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے خزانہ اور محصولات کے تمام اراکین بالخصوص جناب سلیم مانڈوی والا صاحب کا انتہائی مشکور ہوں۔ اس کمیٹی کی سفارشات حکومت کو موصول ہوچکی ہیں۔ جیسا کہ ابھی کہا گیا مجھے امید ہے کہ پچھلے سال کی طرح اس سال بھی قائمہ کمیٹی کی پچاس فیصد سے زائد سفارشات کو ان شاءاللہ، فنانس بل کا حصہ بنایا جائے گا۔ سینیٹ کی طرح ہم قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے خزانہ کے ساتھ بھی تفصیلی مشاورت جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس مشاورت کی تکمیل کے بعد ہم فنانس بل کی حتمی شکل تک پہنچ جائیں گے۔

جناب چیئرمین! In conclusion ہماری حکومت کا وژن صرف استحکام پر اکتفا نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک یہ محض ایک پڑاؤ ہے، منزل نہیں۔ جو میں نے بجٹ تقریر میں بھی کہا it shows direction of travel. ہماری اصل کوشش ایک جامع، ہمہ گیر اور پائیدار ترقی کا حصول ہے جس میں تمام پاکستانیوں کو ترقی کے یکساں مواقع میسر ہوں گے، معیشت میں شمولیت کا

حق حاصل ہو اور ملک ترقی کے اس ماڈل کی طرف بڑھے جو وزیر اعظم پاکستان کے وژن سے ہم آہنگ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے وطن عزیز کی خدمت کا فریضہ اخلاص، دیانت اور دانائی سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ پاکستان پائندہ باد۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ثم آمین۔ شکریہ منسٹر برائے خزانہ، محمد اورنگزیب صاحب۔ علی ظفر صاحب۔

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے تو جناب چیئرمین! جو سلیم مانڈوی والا صاحب کی chairmanship جو کمیٹی اور اس کے سارے اراکین including وزیر خزانہ صاحب جو کہ ex-officio member ہیں، FBR اور حکومت کے جن لوگوں نے محنت کی، میں ان سب کی کاوشوں کی قدر کرتا ہوں۔ یقینی طور پر انہوں نے پورا ہفتہ لگایا اور بڑا کام کیا اور ذمہ داری کے ساتھ کام کیا۔ مجھے یقین ہے کہ سینیٹ کی طرف سے جو جو recommendations آرہی تھیں، وہ انہوں نے consider کی ہوں گی لیکن میں آج بات کرنا چاہتا ہوں procedure کی، قانون اور آئین کی کیونکہ میری نظر میں ہم اس وقت آئین کے ساتھ ایک disconnect کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! دستور کا آرٹیکل 73 ہے، ذرا اس کو غور سے دیکھیے۔ وزیر قانون صاحب بھی اس کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ آرٹیکل 73 یہ کہتا ہے کہ سینیٹ آف پاکستان نے recommendations دینی ہیں۔ قومی اسمبلی ووٹنگ کرے گی لیکن recommendations سینیٹ آف پاکستان کی طرف سے آنی ہیں۔ سینیٹ آف پاکستان defined ہے اور آئین کے تحت ادھر سینیٹ کے جتنے اراکین ہیں، وہ سینیٹ سمجھے جاتے ہیں۔ سینیٹ نے اپنا ایک procedure بنایا ہے اور اس میں کہا ہے کہ آپ ایک کمیٹی بنائیں گے اور وہ کمیٹی recommendations بنا کر ہاؤس کے پاس واپس لائے گی۔ سینیٹ فنانس کمیٹی، ہاؤس کی طرف سے فیصلہ نہیں کر سکتی۔ سینیٹ کی کمیٹی at best رپورٹ دے سکتی ہے۔ اب یہ رپورٹ دی گئی ہے، تقریباً 100 صفحے پر مشتمل ہے، اس میں کیا ہے، کیا نہیں ہے؟ جناب چیئرمین! جب میں

پڑھ رہا تھا اور bar at law کر رہا تھا تو ہمیں ایک speed reading سکھائی جاتی تھی۔ اس کو پھر ہر وکیل سمجھتا ہے کہ جب ہم سو سو صفحے کی judgment پڑھتے ہیں تو ہم بجائے left to right پڑھنے کے ہم اوپر سے نیچے پڑھتے ہیں۔ میرے لیے بھی یہ ممکن نہیں کہ اتنی detailed report دس منٹ میں پڑھ لوں اور اس کے بعد اس پر کوئی recommendation دے سکوں۔ مجھے یقین ہے کہ آج جتنے اراکین بیٹھے ہیں، انہوں نے بھی رپورٹ کے کاغذ تو ضرور دیکھیں ہیں لیکن فنانس کمیٹی نے اس میں کون سی چیزیں ڈالی ہیں، وہ ان پر نظر نہیں ڈال سکیں ہوں گے۔ آئین یہ کہتا ہے کہ کمیٹی کی طرف سے جب رپورٹ آئے گی تو سارا سینیٹ اس کے ایک ایک لفظ کو consider کرے گا، پھر کہے گا کہ ہم اس رپورٹ کو approve کرتے ہیں کہ وہ قومی اسمبلی میں جائے یا پھر اس کو approve نہیں کرتے۔ ایوان میں موجود اراکین اس رپورٹ میں کچھ amendments بھی suggest کر سکتے ہیں کہ یہ چیز miss ہو گئی ہے، یہ چیز ڈال لیں۔ دوسری طرف، ہم الٹی گنگا کو اس طرح بہا رہے ہیں، میں ایک مرتبہ پھر کہوں گا کہ کمیٹی نے بہت محنت کی ہے اور میں اس کی قدر کرتا ہوں کہ کمیٹی کے تمام اراکین نے بہت محنت کی لیکن اس وقت جو رپورٹ آئی ہے، اسے سینیٹ کا ایوان کس طرح recommend کر سکتا ہے، مجھے سمجھ نہیں آتی کیونکہ ہم نے تو اس رپورٹ کو دیکھا بھی نہیں۔

جناب چیئرمین! آئین کا آرٹیکل 73 آپ کے سامنے ہے، اس آرٹیکل کا تقاضا تو بڑا واضح ہے کہ سینیٹ نے recommend کرنا ہے۔ اگر دیکھے بغیر ہم recommend کر سکتے ہیں کہ ٹھیک ہے کمیٹی میں تمام اراکین تھے اور انہوں نے سوچا ہوگا، سمجھا ہوگا، جانا ہوگا اور سب کچھ رپورٹ میں لکھا ہوگا تو وہ شاید ایک الگ process ہے لیکن میں کم از کم ذاتی طور پر یہ نہیں سمجھتا۔ سینیٹ کمیٹی سے غلطی بھی ہو سکتی ہے، کوئی چیز miss بھی ہو سکتی ہے۔ میں ان recommendations کے ساتھ agree نہیں کر سکتا جب تک میں اس رپورٹ کو پوری طرح نہ پڑھوں۔ میری نظر میں شاید آج یہ معاملہ نکل جائے لیکن مستقبل میں اگر سینیٹ نے اور ہم نے Article 73 کی پوری طرح ذمہ داری نبھانی ہے تو پھر کم از کم ایک دن پہلے ہر ممبر تک یہ رپورٹ آنی چاہیے اور ہر ممبر کو اسے پڑھنے کا موقع ملنا چاہیے تاکہ آج کے دن جیسے یہ final debate ہو رہی ہو تو ہم اس رپورٹ کو سمجھ کر اس پر بات کر سکیں ورنہ اس طرح ہمارا مذاق اڑتا

ہے۔ جناب! ہمارا مذاق اس طرح اڑتا ہے کہ ایک رپورٹ آئی ہے اور ہم پڑھے بغیر اسے recommend کر دیں گے۔ ہاں، اس میں جو کچھ لکھا ہے، ٹھیک ہوگا۔ اندر جو بھی لکھا ہو، یقینی طور پر درست لکھا ہوگا لیکن ہمیں اپنی satisfaction تو کرنی ہے کہ ہم جو اس میں recommend کر رہے ہیں، وہ درست ہے یا نہیں۔ اگر recommendations میں کوئی غلطی ہے تو جن، جن نے recommend کیا ہے، وہ سب اس کے ذمہ دار ہوں گے اور یہ سینیٹ کی collective responsibility ہو گی۔ Article 73 پڑھ لیجئے اور اگر ہم نے اس رپورٹ کو پڑھے بغیر recommend کیا تو اس کی خلاف ورزی ہو گی، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جی سینیٹر منظور احمد۔ سینیٹر دوست محمد صاحب! آپ کو ان کے بعد باری دیں گے۔

Senator Manzoor Ahmed

سینیٹر منظور احمد: شکریہ، جناب چیئرمین! ہم جمہوریت پر یقین رکھنے والی قوم ہیں اور جمہوریت کے حوالے سے Treasury or Opposition کا ہونا لیکن Opposition کا ہونا زیادہ لازمی ہوتا ہے کہ وہ حکومت پر اور خاص کر اس طرح کے موقعوں پر ایسی چیزیں اُجاگر کرے جو جمہوریت کی خوبصورتی ہو، اس ایوان کی شائستگی ہو اور خاص کر عوام کے مفاد میں ایک اچھی چیز سامنے آجائے۔ اس میں تنقید بھی ہو گی اور تنقید برائے تنقید کے علاوہ تعمیری تنقید بھی ہوتی ہے لیکن میں یہاں ایک بات رکھنا چاہتا ہوں۔ میں یہ کہوں گا کہ اگر اپوزیشن نہ ہو تو پھر اس ایوان یا حکومت کے جو کام ہوتے ہیں، وہ صحیح نظر آنے کے بھی نہیں ہوتے کیونکہ جب کوئی تنقید ہوتی ہے اور چیزیں دیکھی جاتی ہیں تو وہ عمل آگے چلتا ہے۔ جو ہماری Finance Committee ہے، اس کے چیئرمین سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب ہیں اور باقی جتنی پارٹیاں ہیں، وہ اس میں موجود تھیں۔ ساتھ میں ہمارے Finance Minister, Senator Muhammad Aurangzeb, State Minister for Finance اور باقی جتنے officials تھے، میں ان تمام کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے تقریباً آٹھ، آٹھ اور نو، نو گھنٹے اس کمیٹی کو وقت دیا اور جو recommendations تھیں جیسے یہاں پر پارٹی کے حوالے سے بات ہوئی، وہ کسی نے ذاتی طور پر یا پارٹی کے حوالے سے نہیں دی۔

جناب! جو معزز ممبران تھے، اگر انہیں لگ رہا تھا کہ ایسی چیزیں جو عوام یا businessmen کے لیے کچھ مشکلات پیدا کرتی ہیں تو اس حوالے سے جو recommendations آئیں، میں ایک بار پھر حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے ایک اچھے انداز میں یہ recommendations accept بھی کیں اور جیسے Chairman, Standing Committee on Finance, Senator Saleem Mandviwalla نے کہا کہ جیسے پہلے ہماری recommendations accept ہوئی تھیں، ان شاءاللہ اس بار بھی accept ہوں گی۔ میں کمیٹی کے چیئرمین سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب کو داد دیتا ہوں کہ انہوں نے کمیٹی کو ایک اچھی طریقے سے run کیا کیونکہ وقت کی بھی کمی تھی اور ساتھ میں جو ان کا پورا عملہ تھا، میں انہیں بھی appreciate کرتا ہوں کہ ان مشکل حالات اور کم وقت میں انہوں نے کام کیا۔ اس کے علاوہ ہمارے جتنے سینیٹر صاحبان، معزز ممبران یہاں بیٹھے ہیں، میں انہیں بھی مبارک باد دیتا ہوں۔ حقیقتاً اس وقت جو چیزیں چل رہی ہیں اور جیسے سینیٹر سید علی ظفر صاحب نے کہا کہ ابھی اس رپورٹ کو پڑھنا یا اس پر کوئی debate کرنا بڑا مشکل کام ہوگا لیکن یہ امید ہے کہ جتنی recommendations آئی ہیں اور جیسے سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب نے کہا اگر اس میں کوئی کمی، بیشی ہے تو آپ میرے ساتھ شیئر کر لیں، ہم اس پر دوبارہ نظر ثانی کر لیتے ہیں، ان شاءاللہ۔ میں ایک بار پھر تمام دوستوں کو مبارک باد دیتا ہوں اور یہاں پر جو ہمارے منسٹر صاحبان بیٹھے ہیں، انہیں مبارک باد دیتا ہوں اور گورنمنٹ کو بھی مبارک باد دیتا ہوں، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ میں اس سے پہلے کہ کسی اور ممبر کو موقع دوں، بجٹ کے حوالے سے سینیٹر رانا محمود الحسن صاحب کی تقریر رہتی ہے۔ جی رانا صاحب۔ اپنی تقریر مختصر کریں اور آپ نے جو وقت مانگا ہے، اس میں اپنی تقریر مکمل کریں۔

سینیٹر رانا محمود الحسن: جی، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر دوست محمد خان! اس کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔

سینیٹر رانا محمود الحسن: جناب! آپ پہلے سینیٹر دوست محمد صاحب کو موقع دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چلیں سینیٹر دوست محمد خان صاحب آپ بات کر لیں۔

Senator Dost Muhammad Khan

سینیٹر دوست محمد خان: جناب! Finance Committee کی جو recommendations ہیں، اس میں فاٹا کے کسی issue کو نہیں لیا گیا ہے سوائے ایک issue کے کہ اسے taxable بنایا جائے۔ فاٹا ایک بہت غریب علاقہ ہے اور دہشت گردی کے خلاف آپ کی front line ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس سے پہلی حکومت نے ہمیں 10 سال تک tax exemption دیا تھا لیکن یہ حکومت اسے ختم کر رہی ہے۔ Law Minister صاحب ذرا سن لیں۔ میں بار، بار چیخ رہا ہوں کہ 20 سال پہلے فاٹا کے لیے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ حکومت ساڑھے چار لاکھ روپے financial compensation کے لیے دے گی۔ جن کے گھر گرے تھے، جن کے کھیت برباد ہوئے تھے، جن کے کاروبار تباہ ہوئے تھے، ان میں سے آدھے لوگوں کو financial compensation ملی ہے، جبکہ آدھے لوگ سڑکوں، گلیوں اور پہاڑوں پر پڑے ہوئے ہیں۔ Law Minister صاحب نے 20 سال پہلے کہا تھا کہ مجھے دو ہفتے کا وقت دیں، میں Prime Minister کے ذریعے یہ حل کرواؤں گا۔ یہاں ابھی Honourable Finance Minister, Muhammad Aurangzeb بیٹھے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ خدا کے واسطے ان کے لیے کچھ رقم رکھ لیں۔ کل ایک ڈرون حملہ ہوا ہے جس میں ہمارے چھ بچے زخمی اور چھ شہید ہوئے ہیں۔ میں اگر War on Terror پر 11 ستمبر 2001 کے بعد پاکستان میں ہونے والے فوجی operations کا بتاؤں تو وہ 17 یا 18 ہیں۔ میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا کیونکہ وقت بہت نازک ہے لیکن ہمیں یہ assurance دے دیں کہ فاٹا کو یہ land or financial compensation دے دیں تو ان کی مہربانی ہوگی کیونکہ حکومت کو World Bank نے 2015 میں foreign exchange میں ڈالر دیئے تھے کہ یہ فاٹا والوں کو دے دیں لیکن آج تک آدھی آبادی کو ملے ہیں اور آدھی کو نہیں، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر خزانہ صاحب۔

سینیٹر محمد اورنگزیب: جناب! جو معزز رکن نے بات کی، FATA, PATA and merged districts کے لیے ہمیشہ ایک calculation رکھی جاتی ہے اور اسے اگلے سال کے بجٹ میں بڑھایا بھی گیا ہے لیکن جو ابھی انہوں نے بات کی، اس میں صرف sales tax کی بات ہے اور income tax پر ہم نے اسی طرح کی چھوٹ رکھی ہے۔ Sales tax کو بھی ہم ایک staged طریقے سے ان شاء اللہ آگے لے کر جانے کی بات کر رہے ہیں اور ایسا نہیں کہ ہم ایک دم پوری طرح اس ٹیکس کا نفاذ کر دیں، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر رانا محمود الحسن صاحب۔

Senator Rana Mahmood-ul-Hassan

سینیٹر رانا محمود الحسن: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

بادشاہوں سے عدالت کی توقع تو نہیں

آپ کہتے ہیں تو زنجیر ہلا دیتے ہیں

آج میں پاکستان کی armed forces اور حکومت کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ ہمارا اور ہندوستان کے درمیان جو معرکہ ہوا، اس میں پاک فوج نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے اور دشمن کے دانت کھٹے کیے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ لائق تحسین اور قابل فخر ہے۔ ہندوستان نے ہمیں ترنوالہ سمجھا تھا اور وہ ہم پر چڑھ دوڑے تھے لیکن ان کو ہزیمت اٹھانی پڑی اور پسپائی اختیار کرنی پڑی۔ میں فیلڈ مارشل جنرل سید عاصم منیر صاحب، پاک فضائیہ، بحریہ، پاکستان آرمی، پاکستان کے ان تمام scientists کو، شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو اور محترم ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جب ہندوستان یہ سمجھ کے ہم پر چڑھ دوڑا تھا تو میں ان سے یہ کہوں گا کہ

کچھ اہلِ ستم، کچھ اہلِ حشم مے خانہ گرانے آئے تھے

دہلیز کو چوم کے چھوڑ دیا دیکھا کہ یہ پتھر بھاری ہے

خود ترکش والے کہہ دیں گے یہ بازی کس نے ہاری ہے۔ آج ہم اپنی تمام افواج کو مبارک باد پیش کرتے ہیں اور آج ہی کے دن شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی سالگرہ کا دن ہے۔ میں ان کے خاندان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس مٹی کی محبت میں وہ خود شہید ہوئیں۔ ان کے والد شہید ہوئے۔ ان کے بھائی شہید ہوئے۔ اب بلاول بھٹو صاحب نے سفارتی مہم پر کامیابی حاصل کی اور جھنڈے انہوں نے گاڑے ہیں۔ جب بے نظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت ہوئی تھی اور پاکستان ایک عجیب وغریب دوراہے پر تھا اور جل رہا تھا تو تب مردِ حُر صدر آصف علی زرداری نے یہ نعرہ مستانہ دیا کہ پاکستان کھپے۔ میں ان کے پورے خاندان کی اس مٹی کے ساتھ جو محبت ہے، اس کے لیے میں یہ کہوں گا کہ:

حامی بھی نہ تھے منکر غالب بھی نہیں تھے
ہم اہل تذبذُب کسی جانب بھی نہیں تھے
اس بار بھی دنیا نے ہدف ہم کو بنایا
اس بار تو ہم شہہ کے مصاحب بھی نہیں تھے
مٹی کی محبت میں ہم آشفتہ سروں نے
وہ قرض اتارے ہیں کہ واجب بھی نہیں تھے

میں اس خاندان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس وقت جو اسرائیل کی جنگ ہو رہی ہے۔ اسرائیل جو بے لگام ایران پر چڑھ دوڑا ہے۔ اس سے پہلے انڈیا پاکستان پر چڑھ دوڑا ہے۔ ہڑپہ، موہنجوداڑو کی تہذیب ہے، ہزاروں سال سے ہم یہاں پر اکٹھے رہ رہے ہیں۔ یورپ نے بھی اس بات کو سمجھا۔ انہوں نے ایک جنگ عظیم لڑی، دوسری جنگ عظیم لڑی۔ کیا ہم بیٹھ کر گفتگو، بات چیت کے ذریعے اپنے معاملات کو حل نہیں کر سکتے؟ ہماری ہزاروں سال کی Indus Valley civilization ہے۔ کیا ہم بیٹھ کر اپنی بات چیت کو حل نہیں کر سکتے؟ شکیب جلالی نے کہا تھا کہ:

گفتگو کیجئے یہ فطرت انسان ہے شکیب
جالے لگ جاتے ہیں جب بند مکاں ہوتا ہے

وزیر خزانہ موجود ہیں۔ کسان بڑی ہی دِگرگُوں کیفیت میں ہیں۔ وہ بڑی کسمپرسی کے عالم میں ہیں۔ آپ خود بھی ایک ایسے خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں، چاہے وہ وزیر قانون ہوں یا وزیر خزانہ ہوں، آپ خود زمیندار خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کو اندازہ ہے اور آپ ہی کے مطابق

پچھلے سال زراعت کی GDP growth 6.2% تھی۔ گندم کی bumper crop ہوئی۔ چاول کی export ہوئی۔ روئی کی 10 billion bales ہوئیں۔ موجودہ سال زراعت کی GDP growth 0.56% ہے، وہ نیچے تک چلا گیا۔ وزیر خزانہ صاحب! کسانوں کے لیے ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ ان کے لیے ہم نے کیا منافع بخش کام کرنا ہے کہ کم از کم ان کو معاوضہ تو مل جائے۔ ان کو جینے کا حوصلہ تو مل جائے۔ جب ان کی فصل آتی ہے تو انہوں نے اپنا گھر بنانا ہوتا ہے، اپنی شادیاں کرنی ہوتی ہیں۔ جو بھی پالیسی آپ نے بنانی ہے، پچھلے تین سال میں جو ہم نے پانچ ارب ڈالرز یا چھ ارب ڈالرز کی روئی درآمد کی، کیا اس پر ٹیکس نہیں لگایا؟ پاکستان کی روئی پر ہم نے ٹیکس لگا دیا۔ یہاں کی لوکل روئی پر duty 18% کو ختم کرنے کے لیے میں نے جو سفارشات دی ہیں، مانڈوی والا صاحب اور آپ کی طرف سے کسانوں کے لیے کوئی روشنی کی امید، کوئی کرن، کوئی بات ابھی تک میں نے نہیں سنی۔ خدارا! آپ اُن کسانوں کا سوچیں۔ آپ کو اندازہ ہے کہ ایک ایکڑ زمین پر گندم کاشت کرنے کا کتنا خرچہ آتا ہے اور اس سے کیا حاصل وصول ہوتا ہے؟

پانی کا مسئلہ بہت سنگین ہے۔ اس مرتبہ سندھ میں پچاس فیصد کاشت کار کپاس کاشت نہیں کر سکے۔ اس ملک میں water emergency لگا کر، ہم آپس میں بیٹھیں۔ کیا ہم بیٹھ کر اپنی ایک long-term, short-term and mid-term policy مرتب نہیں کر سکتے؟ ہم یہاں پر رک جائیں، رک کر آرام سے سوچ لیں۔ میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ ہماری پوری پارلیمنٹ، قومی اسمبلی، سینیٹ، ساری صوبائی اسمبلیاں، کشمیر کی اسمبلی، گلگت کی اسمبلی، تمام چیمبرز آف کامرس، تمام مقتدر حلقے، تمام یونیورسٹیوں کے VCs اور جو بھی مکتبِ فکر ہیں، ان کو بلائیں، بٹھائیں، کنونشن سنٹر میں اکٹھے ہوں، بیٹھ کر ملک کی پچاس سال کی پالیسی طے کر لیں۔ ایک roadmap بنائیں، اس میں پی ٹی آئی کو شامل کریں، ان کو اپنے ساتھ بٹھائیں۔ اس میں پیپلز پارٹی کو بٹھائیں، سب بیٹھیں اگر آپ کوئی کام کرنا چاہتے ہیں۔ اب لوگوں کو خوف زدہ کر دیا ہے، پتا چلا ہے کہ اب FBR والے گرفتار کر سکیں گے۔ ان کے لیے ایک تین رکنی کمیٹی بنانے کی تجویز دی گئی ہے۔ وہ لوگوں کے اکاؤنٹ منجمد کر دیں گے۔ جو لوگ فیکٹریوں میں کام کر رہے ہیں، ان کو خوف زدہ کیا جا رہا ہے۔ خدارا! اس معاملے پر ہمیں دوبارہ سوچنے کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ریسرچ کے لیے جن پالیسیوں کے لیے میں نے کہا ہے کہ ہم سب بیٹھیں، تمام چیمبرز آف کامرس کو بٹھائیں، تمام اسمبلیوں کو بٹھائیں، اپنے پورے اجتماعی شعور کو بروئے کار لائیں۔ اکٹھے بیٹھ کر سوچیں کہ کیوں ہم پستی کی طرف جا رہے ہیں۔ آج ہمارے پورے ملک کے بجٹ سے صرف اتر پردیش کا بجٹ زیادہ ہے تو کیوں نہ ہم بیٹھ کر ان تمام معاملات کے لیے once for all اپنی ایک پالیسی بنالیں۔ کوئی حکومت آئے، کوئی جائے لیکن ہماری پالیسی میں تسلسل ہو۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، رانا صاحب۔

سینیٹر رانا محمود الحسن: آخری بات میں اپنے علاقے، صوبے اور اس خطے کے لیے کرنا چاہتا ہوں کہ ملتان، اس سرائیکی بیلٹ کو دیکھیں کیونکہ پنجاب 13 کروڑ کا صوبہ ہے اور پچاس فیصد سے زیادہ ہے۔ انڈیا میں اتر پردیش سب سے بڑا صوبہ ہے اور وہ 16% ہے۔ ان کے 28 صوبے ہیں۔ امریکہ کے 50 States ہیں، California ان کی سب سے بڑی State ہے اور وہ اس کا 7% ہے۔ روس کے 80 صوبے ہیں۔ ماسکو ان کا سب سے بڑا شہر اور صوبہ ہے جو کہ 6% ہے۔ پاکستان میں پنجاب 53% سے زیادہ ہے۔ پنجاب کی نمائندگی یہاں پر سینیٹ میں بھی زیادہ ہونی چاہیے۔ مسلم لیگ (ن) نے وعدہ کیا تھا کہ ہم بہاولپور کو بھی صوبہ بنائیں گے۔ ہم جنوبی پنجاب کا ملتان اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن کا بھی صوبہ بنائیں گے۔ پی ٹی آئی نے بھی کہا تھا کہ سو دن کے اندر اندر ہم صوبہ بنا دیں گے تو کیا ہمیں کچھ چیزیں rethink کرنے کی ضرورت نہیں ہے؟ دنیا نے ساری چیزوں کو بار بار سوچا ہے، ہم بھی ایک مرتبہ رک جائیں، ہم بگٹٹ بھاگے جا رہے ہیں، کہیں رک کر، بیٹھ کر اطمینان کے ساتھ سب ہم آپس میں مشورہ کرکے تمام مسائل کے حل کی طرف چلے جائیں۔

America کی 10 ریاستیں ایسی ہیں جن کی آبادی 10 لاکھ سے بھی کم ہے، 10 صوبے ایسے ہیں جن کی آبادی 10 لاکھ سے بھی کم ہے۔ اگر بہاولپور بھی صوبہ بنتا ہے اور ملتان بھی صوبہ بنتا ہے تو وہ پھر بھی بہت بڑے صوبے ہوں گے اور یہاں صرف پنجاب کی 25% نمائندگی ہے House of the Federation کے اندر، اگر یہ نئے صوبے بنتے ہیں تو ان کی نمائندگی بھی ہے اور اس خطے کی بھی۔

اب NFC کے اندر پنجاب کا حصہ آ جاتا ہے لیکن ملتان سے وہاڑی اور وہاڑی سے بورے والااور پاک پتن کے لیے 4 lane motorway بن رہی ہے، 6 lane کیوں نہیں بنتی؟ وزیر خزانہ صاحب کے شہر سے motorway گزر رہی ہے، وہ motorway نہیں ہے وہ 4 lane expressway گزر رہی ہے، جو گوجرہ اور ٹوبہ اور کمالیہ اور شور کوٹ سے گزر رہی ہے۔ ہماری طرف جب وسائل کا رخ ہوتا ہے تو وہ ختم ہو جاتے ہیں، ہمارے تو دریاؤں کا پانی ختم ہو جاتا ہے۔ میں یہی کہوں گا کہ ہماری طرف غربت کے سائے ہیں، کیا ہمارے جو سرائیکی وسیب کے بچے ہیں وہ صرف clerk بننے کے لیے بھرتی ہوئے ہیں، کیا وہ صرف چپڑاسی بننے کے لیے بھرتی ہوئے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ NFC Award کے اندر پنجاب کے سارے districts کو ان کا برابر حصہ دیا جائے۔ ہمیں ملتان کی High Court چاہیے، ہمیں Public Service Commission میں اپنا حصہ چاہیے۔ ہمارے ہاں کوئی industrial zone نہیں ہے، فیصل آباد ترقی کر رہا ہے ہمیں بڑی خوشی ہے کہ وہاں FIEDMC بن گیا ہے، شیخوپورہ ترقی کر رہا ہے بہت اچھا ہے، لاہور ترقی کر رہا ہے بہت زبردست ہے، سیالکوٹ گوجرانوالہ حالانکہ جب ملتان capital تھا تو یہ ملتان کے مقابلے میں چھوٹی چھوٹی بستیاں اور شہر تھے، ملتان ہمیشہ capital رہا۔ یہ کوئی صحیفہ آسمانی تو نہیں ہے۔ پورا KP ایک زمانے میں پنجاب کا حصہ تھا اور ہندوستان میں جو پنجاب گیا، اس کے بھی انہوں نے تین صوبے بنا دیے پنجاب بنا دیا، ہریانہ بنا دیا اور ہماچل پردیش بنا دیا۔ House of the Federation میں بیٹھ کر اپنے لوگوں کے مسائل کے حل کے لیے؛ وہ شاکر نے کہا تھا کہ۔

ہر کہیں دے وارث ہن شاکر
ساکوں رج کے لٹ ساڈا کوئی کائنی

آج میں سمجھتا ہوں کہ وہ وقت آگیا ہے کہ ہمیں ان ساری چیزوں کو دوبارہ سے بیٹھ کر حل کرنا ہوگا۔

آپ کوئی NOC لینا چاہیں، وزیر خزانہ صاحب، وزیر قانون صاحب آپ کوئی ایک چھوٹا سا petrol pump بنانا چاہیں، کوئی factory لگانا چاہیں تو آپ کو offices کے اتنے چکر لگانا پڑتے ہیں یہ سینیٹر محمد عبدالقادر صاحب بیٹھے ہیں کہ آپ کی جنس تبدیل ہو جاتی ہے، آپ کو سمجھ آ

جاتی ہے کہ آپ کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے کوئی تیار نہیں ہے تو میں آپ سے یہی کہوں گا کہ ہمارے لوگ دیار غیر میں دھکے کھا رہے ہیں۔ جناب ڈپٹی چیئرمین ! وہ بے چارے بلوچستان جاتے ہیں وہاں سے ان کی لاشیں آتی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ ابھی تک پاکستان میں ہیں؟ تو سارے کام ایک ہی دن میں کروانے ہیں۔

سینیٹر رانا محمود الحسن: شکریہ، آپ نے بہت وقت دیا، آپ بہت مہربان ہیں اور میں آپ کا دل کی گہرائیوں سے نظر کی وسعتوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں بس یہ کہتے ہوئے کہ

میں زندگی کی دعا مانگنے لگا ہوں بہت
جو ہو سکے تو دعاؤں کو بے اثر کر دے
مری زمیں مرا آخری حوالہ ہے
سو میں رہوں نہ رہوں اس کو بارور کر دے
میں اپنے خواب سے کٹ کر جیوں تو میرے خدا
اجاڑ دے مری مٹی کو دربدر کر دے
مرے خدا مجھے اتنا تو معتبر کر دے
میں جس مکان میں رہتا ہوں اس کو گھر کر دے

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، جی۔ سینیٹر کامران صاحب آپ نے بجٹ کے حوالے سے بات کرنی ہے؟آپ بھول گئے میں نے کہا ساری چیزیں اکٹھی کرنی ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: کپاس والی بات آپ کی جگہ میں کرلیتا ہوں۔

Mr. Deputy Chairman: Yes please, Finance Minister Sahib, one minute Senator Kamran Murtaza Sahib.

<u>Senator Muhammad Aurangzeb, Minister for Finance and Revenue</u>

سینیٹر محمد اورنگزیب (وفاقی وزیر برائے خزانہ و محصولات) : میں صرف دو تین چیزوں کا ذکر کروں گا جہاں تک جو financial part is concerned ہے وہ میں نے جیسے budget speech میں کہا تھا کہ وزیراعظم صاحب کی خاص ہدایت پر fertilizers and

pesticides اس میں sales tax کا جو عنصر تھا اس کو بالکل نہیں رکھا گیا although this was a structural benchmark with the fund ان کی خصوصی ہدایت سے ان کو نکالا گیا ہے۔ دوسرا انہوں نے جو بات کی ہے کہ اس میں یہ کوئی ایک سال یا دو سال کی discussion نہیں ہے، from my perspective, its decades of negligence in terms of seed technology, in terms of the investments that we had to do. ابھی وزیراعظم صاحب 1000 new agricultural graduates China بجھوا رہے ہیں کہ وہاں جا کر techniques سیکھیں اور یہاں success transfer کریں۔

اسی طرح seed technology پر اب ان کا بڑا focus ہے because ultimately it is about productivity and increasing the yield. Actually جس جس چیز سے حکومت نکل گئی ہے over a period of time وہاں اس میں ایک مناسب پیش رفت ہوئی ہے۔ یہ transition ضرور ہے۔ یہ provincial subjects ہیں جہاں پر provinces کا تعلق ہے کہ انہوں نے procurement کا کیا کرنا ہے، انہوں نے جو اپنی indicative price دینی ہے یا اب ہم ان کی مشاورت کے ساتھ آگے چلیں گے، but we are very clear that agriculture is the engine of growth for this country اور ان شاءاللہ ہم رانا صاحب کے ساتھ بھی بیٹھ جائیں گے

and go into more detail as we go forward, thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب۔

Point of Order raised by Senator Kamran Murtaza regarding report of the Standing Committee on the Finance Bill, 2025-26

سینیٹر کامران مرتضٰی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب! Recommendations آئیں Finance Committee کی طرف سے اور یقیناً Finance Committee

نے اس پر بڑی محنت کی ہے۔ دو تین چیزیں اس میں point out کرنا چاہتا ہوں ایک تو سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب کی consumption کے لیے ہے اور کچھ یقیناً سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب کی consumption کے لیے ہو گی۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ جو Senate کا Legislative role ہے اس میں، legislation کو ٹھیک کرنے کے لیے آپ members کو جو تین دن کا وقت دیتے ہیں کیا یہ practically ممکن ہے کہ members تین دن میں اپنی recommendations دے سکیں۔ پہلا دن تو ویسے ہی گزر جاتا ہے اور باقی رہ جاتے ہیں دو دن اور دو دن وہ member پریشان ہوتا ہے کہ کہاں سے پڑھے، کہاں سے شروع کرے اور کہاں پر ختم کرے، تو یہ practicable نہیں ہے۔ اس کو درست کرنا چاہیے، یقیناً اس مرتبہ تو نہیں ہو سکتا، اگلی مرتبہ ہو پائے گا، مگر اس معاملے کو درست ہونا چاہیے۔

پھر اسی طرح سے recommendations کے لیے جو وقت ہوتا ہے اب اس کے دو حصے ہیں، ایک حصہ جس میں Finance Bill آتا ہے جو بعد میں ایک Act بن جاتا ہے اور دوسرا PSDP related ہوتا ہے۔ اس میں تو کسی حد تک amendments آ بھی جاتی ہیں، carry بھی ہو جاتی ہیں۔ جو Federal PSDP related معاملہ ہوتا ہے اس میں سارا کچھ پہلے سے تکمیل اور تدوین اس کی ہو گئی ہوتی ہے اور اس مرحلے پر اس پر discussion ہوتی ہے اور پھر بھی میں دیکھ رہا ہوں کہ اس حوالے سے اس پر کافی ساری recommendations آئیں ہیں۔ کیا یہ carry ہو پائیں گی؟ شاید مجھے یہ نہیں لگتا۔ اگر اس کو اس پر touch کریں گے تو کسی اور جگہ سے نکالنا پڑ جائے گا۔ پھر آپ جو calculator پکڑیں گے تو calculator جو ہے ناوہ کہیں add کرنا پڑے گا تو کہیں سے نکالنا پڑے گا۔

جناب! جب recommendations آتی ہیں، پورے احترام کے ساتھ سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب نے، ان کی team نے بہت محنت کی، ان کے ساتھ جو باقی staff تھا انہوں نے بھی یقیناً بہت محنت کی، رات دیر تک بیٹھے رہے، آٹھ آٹھ دس دس گھنٹے مسلسل انہوں نے کام کیا even کھانا بھی یہاں کھایا، ایک دن انہوں نے ہمیں بھی کھانا کھلایا شاید کھانا سینیٹر محسن عزیز

صاحب کی طرف سے تھا۔ تو اس میں ایسا ہے کہ recommendations آ گئیں، majority کے بل پر carry بھی ہو گئیں، مگر کسی نے یہ سوچا کہ majority کے بل پر چیزیں carry ہونا جو ہے وہ ان کے اپنے لیے پشتو میں پیغور کہتے ہیں، یہ ایک طعنہ ہے۔ آپ چار یا پانچ چیزوں کے لیے پابند ہیں۔ میں Article-63(a) کا حوالہ دوں گا اور میری treasury میں بیٹھے دوستوں سے یہ عرض ہے کہ وہاں پر آپ party policy کو tow کرتے ہیں۔ وہاں پر party policy کو tow نہیں کرنا ہوتا اور آپ کو اپنا mind apply کرنا ہوتا ہے اور اپنا mind apply کرنے کے بعد اگر کوئی اُسے غلط سمجھے تو وہ غلط ہے اور درست سمجھے تو درست ہے۔ یہ نہیں کہ اس پر پارٹی نے instructions دیں ہیں اور آپ اُس کو carry کرلیں اور اُس کے بعد وہ carry ہو جائے۔ تو اس میں میری درخواست ہے کہ یہ ایک طعنے والی بات ہے اور دوست اس کو party policy کے طور پر نہ لیں۔ جب recommendations آ جائیں تو اُس کے بعد اُس پر debate ہونی چاہیے۔ میں وزیر قانون سے request کروں گا کہ یہاں پر بھی legislation required ہے اور اس معاملے کو درست ہونا چاہیے۔

Federal PSDP کا ذکر کر رہا تھا، رانا صاحب اس سے پہلے پنجاب کے حصے کا رونا رو رہے تھے لیکن اگر کوئی بلوچستان والا ایسا رونا روتا تو اب تک غدار declare ہو چکا ہوتا۔ شکر الحمد للہ، پنجاب میں آپ لوگ بھی اپنا رونا روتے ہیں لیکن اگر ہم اپنا رونا روتے ہیں، حالانکہ ہم غدار نہیں ہیں اور ہم پاکستان کے اتنے ہی وفادار ہیں کہ جتنا کہ کوئی اور ہو سکتا ہے یا شاید ممکن ہو کہ ہم اُس سے بھی زیادہ ہوں مگر ہمارے ساتھ بھی دو اور دو چار روٹیوں والا معاملہ ہوتا ہے۔ اس federal PSDP کو جب آپ دیکھیں گے تو جناب! اس سلسلے میں پھر تارڑ صاحب سے تھوڑی سی liberty لے لیتا ہوں کہ جب حافظ آباد کا معاملہ PSDP میں ہوگا تو دو چار سالوں میں اور دو چار budgets میں وہ معاملہ wind up ہو جائے گا اور اُس کے لیے پیسے بھی رکھے جائیں گے۔ اگر مصدق صاحب کا معاملہ ہوگا تو وہ بھی اسی طرح حل ہوگا۔ مانڈوی والا صاحب کا ہوگا تو بھی اسی طرح حل ہوگا۔ کچھی کینال کو بھی ذرا دیکھیے گا۔ کچھی کینال کے حوالے سے جو amount رکھی گئی ہے، پھر اُس کے بعد وہ جیسے کہتے ہیں نا کہ پڑھتا جا اور شرماتا جا۔

جناب ! جب بلوچستان کے معاملات آتے ہیں تو پھر ہم پڑھتے جاتے ہیں اور خود شرماتے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے ہم تو شرماتے جاتے ہیں لیکن بعض اوقات ہم شرم سے آنکھیں، منہ، کان اور سارا کچھ بند کر لیتے ہیں مگر جب آپ صوبے میں واپس جاتے ہیں اور جو طعنے ملتے ہیں اور ہمارے لیے جو پیغور بنتی ہے وہ بہت زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے۔ تو خدا کے واسطے وہاں کے جو بھی projects ہیں ان کی تکمیل کے لیے سو سالہ منصوبہ نہیں ہونا چاہیے۔ اُس کے لیے بھی ویسا ہی ہونا چاہیے جیسا کہ گوجرنوالہ میں ہوتا ہے، لاہور میں ہوتا ہے یا central Punjab کے کسی اور area میں ہوتا ہے۔ تو جناب ! میں ان چیزوں کو point out کرنا چاہتا تھا۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے time دیا مگر میری ان سے یہ request ہے کہ بلوچستان کو اپنا بھائی سمجھیں اور اگر بھائی نہیں سمجھ سکتے تو کم از کم بہن ضرور سمجھیں اور آدھا حصہ ہی دے دیا کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: پہلے سینیٹر حاجی ہدایت اللہ کا بھی سوال لے لیں پھر آپ دونوں کا جواب دے دیں۔ جی حاجی ہدایت اللہ صاحب۔

Senator Hidayatullah Khan

سینیٹر ہدایت اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ چیئرمین صاحب۔ رانا محمود الحسن صاحب نے زبردست اشعار سے اپنا اختتام کیا ہے تو میں بھی شعر عرض کرنا چاہوں گا کہ

حیات لے کے چلو کائنات لے کے چلو

چلو تو سارے زمانے کو ساتھ لے کے چلو

محترم جناب چیئرمین ! پہلے تو محترم سینیٹر سید علی ظفر صاحب نے جس بات کی نشان دہی کی ہے اور انہوں نے یہ بتایا کہ یہ کتاب جو کہ سو صفحات پر مشتمل ہے اور اگر ہم اس کو پڑھنے کے لیے بیٹھ جائیں تو اس میں کافی وقت درکار ہوتا ہے۔ تو میرا خیال ہے کہ اس کے لیے ایک دن دینا چاہیے تھا تاکہ ہم اس کو تسلی سے پڑھ کر اس پر بات کر سکتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ جناب چیئرمین ! ابھی وزیر خزانہ صاحب باہر چلے گئے تو میں جناب محترم وزیر قانون اعظم نذیر تارڑ سے عرض کروں گا کہ پاٹا اور فاٹا کے لوگ دہشت گردی کے مارے ہوئے اور غربت سے ستائے ہوئے، بے روزگار اور اپنے

وسائل سے محروم ہیں۔ اُن کے لیے وہاں پر نہ تو کوئی روزگار ہے، نہ وہاں پر کوئی کارخانے ہیں، نہ وہاں پر کوئی industrial zone ہے اور اگر ہیں بھی تو بند پڑے ہیں۔ اس وجہ سے وہاں کے اکثر لوگ باہر کے ممالک میں یا دوسرے صوبوں میں خصوصاً پشاور، کراچی، اسلام آباد یا راولپنڈی میں آتے ہیں اور اپنی مزدوری کرتے ہیں۔

محترم وزیر خزانہ صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ مہربانی کرکے ایسا علاقہ جو پسماندہ ہے، جن کے پاس کوئی وسائل نہیں ہیں اور اگر کوئی وسائل ہیں بھی تو ان سے بھی محروم کیا گیا ہے۔ ان کو کوئی بھی کوئی حق نہیں دیتا۔ وہاں بجلی کی royalty نہیں دی جاتی۔ Tobacco cess میں اس کو کوئی حصہ نہیں دیتا اور اگر دیتے ہیں تو بہت کم دیتے ہیں۔ Oil and Gas پر ان کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ تو مہربانی کرکے یہ tax فوراً ختم کیا جائے۔ ہمارے وزیر خزانہ صاحب بتا رہے ہیں کہ ہم نے وہاں پر صرف کوئی ایک ہی tax لگایا ہے۔ یہ جو بھی کوئی tax ہے، وہاں پر یہ exempt ہے۔

جناب چیئرمین! یہ علاقہ دس سال کے لیے ہر قسم کے tax سے exempt ہے اور یہاں پر کوئی بھی tax نہیں لگے گا۔ اگر یہاں پر کوئی tax لگاتے ہیں تو پھر یہاں پر ہسپتال کا بھی بندوبست کریں، پھر سکولوں کا بھی بندوبست کریں۔ ابھی آپ دیکھیں کہ مریضوں اور جو حادثات میں زخمی ہو جاتے ہیں، ان بے چاروں کو علاج کے لیے پشاور میں یا اسلام آباد لاتے ہیں اور ان میں اکثر راستے میں ہی وفات پا جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ایسے علاقے کو آپ tax net میں لانے کا کیسے اختیار رکھتے ہیں اور ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں۔ جب فاٹا کو خیبر پختونخوا کے ساتھ ضم کیا جا رہا تھا تو اُس وقت حکومت نے اُن کے لیے کچھ مراعات کا اعلان کیا تھا اور کچھ وعدے کیے تھے۔ وہ تو کیے گئے سب وعدے بھول گئے اور اس میں ایک بڑی بات یہ تھی کہ ہم سالانہ سو ارب روپے فاٹا کو اُس کی ترقی کے لیے دیں گے۔ وہاں پر دہشت گردی نے ایسے حالات خراب کیے ہیں کہ اول تو وہاں پر ہسپتال تھے نہیں اور جو تھے وہ بھی destroy ہو گئے، ختم ہو گئے اور انہیں بموں سے اُڑا دیا گیا۔ اسی طرح سارے سکول اور سڑکیں

بھی تباہ ہو گئیں۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ ان کے لیے یہ سو ارب روپے فوراً بحال کیے جائیں اور اُن سے بجٹ میں جو تین فیصد کا وعدہ کیا گیا تھا، وہ بھی انہیں دیا جائے۔

جناب چیئرمین! اٹھارویں ترمیم کے دوران NFC Award ہوا تھا اور اس کو بھی کئی برس گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک ان کا NFC award نہیں ہو سکا تو اس NFC award کو فوراً ہونا چاہیے۔ محترم محمود الحسن صاحب نے تاریخی اور جغرافیائی حساب سے ایک بات کی کہ ایک وقت ایسا بھی تھا کہ جب خیبر پختونخوا صوبہ پنجاب کا حصہ تھا۔ وہ میرے دوست بھی ہیں اور میرے لیے محترم بھی ہیں لیکن ان کی بات سے میں اختلاف کرتا ہوں کیونکہ تلہ گنگ، میانوالی، اٹک اور جہلم تک کا علاقہ خیبر پختونخوا کا حصہ تھا اور یہ پنجاب کا حصہ نہیں تھا۔ تو میں اس کو درست کرنا چاہتا ہوں کہ خیبر پختونخوا صوبہ پنجاب کا حصہ نہیں تھا۔

بہر حال اس وقت میری وزیر خزانہ صاحب سے یہی request ہے کہ وہ اس floor of the House پر آئیں اور اعلان کریں کہ پاٹا اور فاٹا پر دس سالہ exemption کے تحت کوئی tax نہیں ہوگا اور اس کے بعد میں زمین پر بیٹھ جاؤں گا اور جب تک مجھے تسلی نہیں دی جاتی اُس وقت تک میں بنچ پر نہیں بیٹھوں گا۔

(اس موقع پر سینیٹر ہدایت اللہ خان ڈائس کے سامنے احتجاجاً زمین پر بیٹھ گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین: پلیز اعظم صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: حاجی صاحب میرے بڑے محترم بھائیوں میں سے ہیں۔ جی میں خود آتا ہوں۔ حاجی صاحب! آپ کا احتجاج record ہو گیا۔

(اس موقع پر ایوان میں دیگر اراکین سینیٹ سینیٹر ہدایت اللہ خان کو منانے کے لیے اُن کے پاس گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین: حاجی صاحب کو بڑے پیار سے اپنی seat پر واپس لے جائیں۔ یہ تو بڑی میٹھی میٹھی اور ٹھنڈی ٹھنڈی باتیں کرتے ہیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! انہوں نے ایک احتجاج record کروایا ہے اور وہ record ہو گیا ہے۔ حاجی ہدایت اللہ صاحب کی جو باتیں ہیں وہ ان شاء اللہ ہم۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ان کی جو گزارشات ہیں، جو ان کے مطالبات ہیں اور ان کے جو بھی تحفظات ہیں وہ آپ Federal Minister صاحب تک اور حکومت تک ضرور پہنچائیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جی، میں بالکل پہنچاؤں گا۔ ہمارے لیے تو یہ سارا ایوان ہی بہت محترم ہے اور حاجی صاحب تو ہمارے ساتھی ہیں اور ہمارے بھائی ہیں۔

(اس موقع پر ایوان میں سینیٹر ہدایت اللہ خان واپس اپنی نشست پر بیٹھ گئے)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: ان کی جو بھی suggestions, ہیں، جو بھی تحفظات اور مطالبات ہیں وہ سر آنکھوں پر ہیں۔ میں convey کرتا ہوں اور حکومت کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ عوام کے لیے خواہ وہ پاکستان کے جس حصے میں بھی رہتے ہوں، ان شاء اللہ جو کچھ بھی ہو سکا، ہم کریں گے۔ کامران مرتضٰی صاحب نے بلوچستان کی محرومیوں کے بارے میں کہا تو میں نے اُس دن بھی بات کی تھی کہ communication کے point of view سے بڑا مسئلہ کوئٹہ، چمن، کراچی ہائی وے کی تعمیر کا تھا، اس کے لیے ہم نے جو PDL decide کیا تھا، وہ ساری رقم کابینہ کی منظوری لینے کے بعد بلوچستان کے لیے مختص کی تاکہ ان کا یہ دیرینہ مسئلہ حل ہو۔ جان بلیدی صاحب نے تعلیم کے حوالے سے بات کی، میں نے کل بھی کہا تھا کہ وزیراعظم کا flagship project دانش سکول ہے، یہ جنوبی پنجاب میں بڑی کامیابی سے شروع ہوا اور مختلف علاقوں میں گیا۔ اب بطور وزیراعظم انہوں نے پنجاب میں کوئی سکول نہیں دیا لیکن پانچ سکول بلوچستان کو دیے اور وہ اسی standard کے ہیں، ایک سکول کی مالیت تقریباً تین ارب روپے کے قریب ہے، یہ full board سکول ہے۔ بلوچستان ان کے دل کے بھی قریب ہے اور ہمارے دل کے بھی قریب ہے۔ آپ ہمارے ماتھے کا جھومر ہیں، ان شاء اللہ آپ اِس حکومت کو بلوچستان کے مسائل کے حل میں پیچھے نہیں پائیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر ہدایت اللہ صاحب۔

Senator Hidayat Ullah Khan

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جناب والا! میں وزیر صاحب کی بہت قدر کرتا ہوں، وہ عظیم انسان ہیں، ان کی باتیں بھی اچھی ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اگر حکومت کوئی ٹیکس لگانا چاہتی ہے تو وہ وہاں لگائے جہاں وہ ان لوگوں کو کچھ دیتی ہو۔ وہاں سکول نہیں ہیں، ہسپتال نہیں ہیں، سڑکیں نہیں ہیں، ان کے جو اپنے وسائل ہیں، ان پر بھی ان کا اختیار نہیں ہے، وہاں لوگوں کے ذریعے قبضہ کیا گیا ہے۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ وہاں رہتے ہیں، آپ یقین کریں کہ وہ اتنے مجبور ہیں کہ ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے، وہ مزدوری کے لیے راولپنڈی، کراچی، پنجاب میں آتے ہیں۔ فاٹا اور پاٹا میں آج بھی دہشت گردی ختم نہیں ہوئی، چالیس سال ہو گئے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے صاحبزادے کو گاڑی سے زبردستی اتارا گیا اور ان کے ساتھ جو سلوک کیا گیا، ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ وہاں مغرب کے بعد کوئی شخص باہر نہیں نکل سکتا، آپ ایسے علاقے میں ٹیکس لگائیں گے تو وہاں کے لوگوں کا کیا ہوگا، پھر وہ وہاں سے نقل مکانی کریں گے۔ وہاں غریب لوگ اپنے گزارے کے لیے کچھ کرتے ہیں، کوئی اپنی تھوڑی سی زمین پر کاشت کرتا ہے، کوئی گائے، بھینس یا بکری وغیرہ پالتا ہے۔ آپ نے وہاں کچھ دیا نہیں ہے تو لینے کے لیے کیوں سوچتے ہیں، اسلام آباد میں بڑے لوگوں کے پاس پیسا ہے، انہوں نے پلازے بنائے ہوئے ہیں، ان سے ٹیکس لیں۔ اگر یہ لوگ ٹیکس دیں گے تو میرے خیال میں پاکستان کو کسی دوسرے ٹیکس کی ضرورت نہیں رہے گی۔ یہ لوگ ٹیکس ادا نہیں کرتے تو آپ بے چارے غریب لوگوں سے ٹیکس لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! ایک وضاحت آجائے، merge districts، جسے ہم فاٹا اور پاٹا کہتے تھے، وہاں جو tax exemption دی گئی تھی، وہ آپ کو پتا ہے کہ شروع میں وہ مختصر مدت کے لیے تھی، پھر اس میں extensions ہوتی رہیں۔ اس مرتبہ بھی وہ income tax سے مستثنیٰ ہیں، صرف وہ industry جو وہاں relocate ہوئی تھی، اسے روزگار کے point of view سے tax exemption تھی، اسے بھی sales tax کی مد میں تقریباً 50% rebate دے دیا گیا ہے، اسی طرح نظام چلتے ہیں۔ I am stating on

آج بھی وہ جو the floor of the House, quoting Finance Minister کہہ کر گئے ہیں کہ merge districts ابھی بھی مستثنیٰ ہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ہدایت اللہ صاحب۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جناب والا! وہاں پر موجود چھوٹی دکانوں پر ٹیکس لگانا، وہاں تو sales tax بنتا ہی نہیں ہے۔ چھوٹے چھوٹے دکانداروں پر ٹیکس لگاتے ہیں تو اس کا اثر غریب عوام پر پڑے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ نے سوال کیا اور انہوں نے جواب دے دیا، اس کے علاوہ بھی اگر دوسرے معاملات ہیں تو وہ وفاقی حکومت سے بات کریں گے اور اس پر مفصل جواب دیں گے۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: ان لوگوں کو 1960 کے بعد مزید ساٹھ سالوں کے لیے exempt کیا گیا تھا، یہ ہر سال مسئلہ اٹھادیا جاتا ہے۔ آئین اور ان کے ساتھ ہونے والے agreement میں جو لکھا ہے، اس پر عمل کریں تو بہتر ہوگا۔ میری درخواست ہے کہ وہاں سے حکومت کتنی رقم جمع کرلے گی۔ انکم ٹیکس کے ملازم لوگوں سے کہیں گے کہ ہمیں ہزار، دوہزار روپے دے دیں اور یہ پیسے وہ اپنی جیب میں ڈالیں گے، حکومت کو توکچھ نہیں ملے گا لیکن لوگوں کے لیے پریشانی اور مسئلہ بن جائے گا جس سے وہ disturb ہوں گے۔ لوگ وہاں احتجاج کریں، جلسے جلوس کریں، سڑکیں بند کریں، بہتر یہ ہوگا کہ حکومت اعلان کرے کہ اس نے یہ ختم کر دیا ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ Finance Bill, 2025 پر مفصل report پیش کر دی گئی ہے، اس کے بعد اُس پر بحث کی گئی اور سینیٹ میں موجود تمام سیاسی جماعتوں نے اس میں بھرپور حصہ لیا۔ ایوان اور قائمہ کمیٹی نے بجٹ سے متعلق اپنی سفارشات اور تجاویز پیش کیں۔ تمام سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے 54 Senators نے سینیٹ میں اس پر مفصل بات چیت کی، اپنی رائے دی، اپنے مشورے دیے، اپنی سفارشات دیں اور بحث میں حصہ بھی لیا۔ Senate Standing Committee on Finance نے 204 سفارشات مرتب کیں، جنہیں قومی اسمبلی کو ارسال کیا جارہا ہے۔ میں اس موقع پر Chairman Senate Standing

Committee on Finance, Minister for Finance, کمیٹی کے تمام ممبران اور کمیٹی کے staff جنہوں نے دن رات کمیٹی میں کام کیا، ان کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتا ہوں، جن ممبران نے بڑے خلوص اور good faith میں اچھے مشورے دیے، انہیں بجٹ کا حصہ بنایا گیا یا سفارشات میں شامل کیا گیا۔ بجٹ کی سفارشات تیار کرنے میں بہت محنت درکار ہوتی ہے جس کے لیے میں پورے secretariat کو بھی شاباش دیتا ہوں۔

اب میں صدر مملکت کی طرف سے موصول شدہ اعلانِ برخاستگی پڑھ کر سناتا ہوں۔

"دستورِ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل 54 کی شق (1) کے تحت حاصل اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے، میں ہفتہ 21 جون 2025 کو کارروائی کے اختتام پذیر ہونے پر سینیٹ کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔ شکریہ۔"

دستخط/---
(آصف علی زرداری)
صدرِ پاکستان

[The House was then prorogued sine die]